



اہلسنت وجماعت کون ہیں؟

مصنف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی

باہتمام: سید شاہ تراب الحق و سادی

۱۲۳- چھاگلہ اسٹریٹ
کھارادر کراچی نمبر ۲

برکاتی پبلشرز

Click For More Books

علامہ غلام رسول سعیدی

استاذ شعبہ حدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی
59504

اہلسنت وجماعت کون ہیں

اہلسنت وجماعت اس ملک کی غالب اکثریت کا نام ہے جس کو سواد اعظم سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور مسلک اہلسنت وجماعت کے حامل عرف عام میں سنی کہلاتے ہیں۔ لیکن عام لوگ ہمیں جانتے کہ اہلسنت وجماعت کیوں کہتے ہیں اور دوسرے فرقوں کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ وہ کب سے اور کیسے وجود میں آئے۔ ان کا تاریخ میں کیا مقام ہے؟

اہلسنت وجماعت اور دوسرے فرقوں کے درمیان حدفاصل کیا ہے مسلمانوں کی جماعت عامہ سے ہر دور میں کچھ لوگ نئے عقائد بنا کر سواد اعظم سے کٹ کر ایک فرقہ کی شکل اختیار کرتے رہے۔ ان میں سے مشہور فرقے کون سے ہیں اس مضمون میں اختصار کے ساتھ ان تمام باتوں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی۔ سعیدی

اہلسنت وجماعت کا عنوان قرآن کی روشنی میں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے جس دین متین کو لے کر آئے۔ اللہ عزوجل نے اس دین کو قیامت تک کی نسل انسانی کے لئے لازم قرار دیا یا اس دین متین کا نام اسلام رکھا اور صاف اعلان فرمادیا:

ومن يتبع غير الاسلام دينا فان يقبل منه فهو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کریگا اس کا وہ اختیار کردہ دین ہرگز ہرگز بارگاہ الوہیت میں مقبول نہ ہوگا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اختیار کرنے کا۔ اس کا وہ اختیار کروہ دین ہرگز ہرگز بارگاہ الوہیت میں مقبول نہیں ہوگا۔
اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فلاہ نفسی کو روئے زمین کے تمام انسانوں کی طرف سونپا کر
بیجا اور آپ نے تمام دنیا والوں کو اسلام کی دعوت دی جو لوگ سلیم لفظ تھے انہوں نے اس
دعوت کو قبول کیا۔ اور جو شقی القلب تھے انہوں نے اس دعوت کو رد کر دیا۔
اسلام کیا ہے؟ اس کی آسان اور سادہ تعبیر یہ ہے کہ حضور نے جو کچھ دیا وہ اسلام ہے جس کا کام
کو دیکھ کر اس سے منع نہ کیا وہ اسلام اور جس کام سے روک دیا وہ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ما اتاکمہ الرسول فخذوہ وما نہاکمہ عنہ فاستہوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کا تم کو حکم دیں اس پر عمل کریں۔ اور جس کام سے روک
دیں اس سے رک جاؤ۔

یہ فرمایا:-

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم
اسے محبوب ان سے فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع اور پیروی کرو اللہ
تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنائے گا۔ اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور اس حکم کی مزید تفصیل بتاتے
ہوئے فرمایا:-

بقدر کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے نظام حیات کے ہر شعبہ امور پر عمل کے لئے
کامل ترین نمونہ ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے نگاہ نبوت سے تربیت پائی فیضان رسالت سے اپنی
زندگیوں کو اسوۃ رسول کے سانچہ میں ڈھالا۔ خالد بن ولیدؓ نے اللہ کی الفت اور لادکی محبت مال و
دولت اور وطن سے تعلق کوئی چیز ان کے لئے رسول اللہ کی اطاعت کھراستے میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ ہر امتحان
اور ہر ابتلا میں وہ کامیاب اور سرخرو رہے۔ ان کی اطاعت اور اتباع اللہ کی بارگاہ میں اس درجہ مقبول
ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے صحابہ کرام کے چلن اور ان کے طرز زندگی کو معیار حق قرار
دیا۔ اور ان کے اتباع پر اپنی رضامندی اور فوز و صلاح کو متوفی فرمایا۔

و السابقون الاولون عن المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان
رضی اللہ عنہم و جزوا عنہم و اتقوا لہم جنات تجری تحتہا الانهار خالدین
فیہا ابدان اللہ الفوض العظیم ط

جن لوگوں (صحابہ کرام) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور آپ کی نصرت میں پہلے پہل اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جو راجد میں آنے والے لوگ ان (یعنی صحابہ کرام) کی طریقہ سے اتباع کریں گے ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ عظیم ترین کامیابی ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتلایا ہے کہ اگر بعد کے مسلمان فوز و فلاح، جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا یہ طریقہ ہے کہ صحابہ کرام کی اتباع بالامان کریں۔

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کا خلاصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور جماعت صحابہ کے طریقہ سے وابستگی ہے اس لئے قرآن کریم کی روشنی میں درحقیقت مسلمان کہلانے کا وہی مستحق ہے جو سنت رسول اور جماعت صحابہ کے طریقہ سے وابستہ ہو یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی صحیح تعبیر اور تشریح اہل سنت و جماعت ہے یعنی وہ لوگ جو حامل سنت رسول ہوں اور جماعت صحابہ کے طریقہ پر گامزن ہوں۔

اہل سنت و جماعت کا عنوان حدیث کی روشنی میں ۱۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکثرت احادیث طیبہ میں آنے والی نسلوں کو سنت رسول اور جماعت صحابہ کے ساتھ وابستہ اپنے کو معیار حق اور حاصل اسلام قرار دیا ہے چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد تم لوگ اختلاف کثیر دیکھو گے اس موقع پر تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کو لازم کر لینا اس طریقہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینا۔

اسی حدیث شریفین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت فرمادی ہے کہ اختلاف کے مواقع میں صاف صحیح اور مرتع ہدایت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور جماعت صحابہ کی اتباع اور پیروی میں منحصر ہے۔

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ اور امام ترمذی متوفی ۲۶۹ھ سے اپنی سند کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر و بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت
تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی اور ان میں سے ایک فرقہ کے سوا سب جہنمی ہوں گے صحابہ کرام نے
پڑھنا حضور وہ کون سا فرقہ ہوگا آپ نے فرمایا جو میری سنت کا حامل اور میرے صحابہ کے طریقہ
کے وابستہ ہوگا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا نگاہ رسالت میں مسلمانوں کے متعدد فرقوں اور گروہوں میں
وہی فرقہ راشدہ اور مرشدہ ہے جو اہل سنت و جماعت ہے۔ اور بالخصوص سنت کے عنوان پر یہ
ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ اور امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ اپنی اپنی اسانید سے بیان کرتے ہیں۔
عن النبی بن مالک من رغب عن سنتی فلیس منی

جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔
اور بالخصوص صحابہ کرام کے طریقہ کی اتباع یعنی عنوان جماعت پر یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔
محدث رزین بن معاویہ متوفی ۵۲۵ھ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یذل اللہ علی الجماعۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت پر اللہ تعالیٰ کا
ہاتھ ہے۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ بیان فرماتے ہیں۔

عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالجماعۃ والعامۃ۔
حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ وابستگی
لازم رکھو اور امام ابو داؤد متوفی ۲۷۵ھ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

عن معاویہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمان
و سبعون فی النار و واحد فی الجنۃ و علی الجماعۃ

حضرت معاویہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر فرقے جہنمی
ہوں گے اور ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور وہ فرقہ جماعت ہے۔

الحمد لله العذیر آفتاب سے روشن تر طریقہ سے ثابت ہو گیا کہ مسلک اہل سنت و جماعت کا
عنوان کتاب و سنت کے موافق اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

گرامی کے عین مطابق ہے۔

سنت کی تشریح

مسک اہل سنت و جماعت کی توضیح اور تشریح کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سنت کے مفہوم کی وضاحت کر دی جائے۔ شیخ عبدالمحق محدث دہلوی متوفی ۵۲۰ھ سنت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والمراد بالسنة الطريقة المسلمة في الدين و شرائع الاسلام و لو كانت فرضا و اجبالملعات . (ج ۱ ص ۲۳۳)

سنت سے مراد وہ راستہ ہے جو دین میں مقرر کر دیا گیا جس کو شریعت اسلام نے تعبیر کیا جاتا ہے عام ازیں کہ وہ فرائض ہوں یا واجبات۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے عمل کے لئے جس راہ کو متعین کر دیا ہے اس راہ کو سنت سے تعبیر کیا جاتا ہے اس تعریف میں تعین عمل کی قید کا فائدہ یہ ہے کہ اس قید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اعمال خارج ہو گئے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کے احکام یا اعمال سے منسوخ کر دیا مثلاً نماز میں تکبیر تحریمیہ کے بعد بیٹھنا، آئین الجہر یا صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا وغیرہ اور ہمارے عمل کے لئے اس لئے کہا ہے کہ اس تعریف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اعمال خارج ہو جائیں جو حضور کی خصوصیات ہیں اور ہمارے لئے جائز نہیں مثلاً تہجد کی فرضیت، صوم وصال، بیک وقت نواز و انح مطہرات کا نکاح میں رکھنا وغیرہ۔ سنت کی وضاحت کے بعد یہ بھی جان لینا چاہئے کہ حدیث کا مفہوم ہے حدیث کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول، فعل اور حال پر کیا جاتا ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماضی اور مستقبل کی جو خبریں دی ہیں وہ بھی حدیث ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اسلام میں شراب پینے کو مباح رکھا وہ بھی حدیث اور بعد میں منع فرما دیا وہ بھی حدیث ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خصوصیات ہیں وہ سب بھی احادیث ہیں۔

اس تشریح سے واضح ہو گیا کہ ایک مسلمان عامل سنت تو ہو سکتا ہے کیونکہ سنت کا مفہوم ہماری ہے کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے لیکن ایک مسلمان کبھی بھی عامل بالحدیث نہیں ہو سکتا کیونکہ احادیث میں کچھ امتوں کے اعمال بھی بیان کئے گئے ہیں جن میں سے بعض پر عمل کرنا جائز نہیں ہے احادیث میں وہ اعمال بھی بیان کئے گئے ہیں جن کو بعد میں منسوخ کر دیا۔ مثلاً حدیث میں نماز میں گفتگو

رہنے کا بھی ذکر ہے اور سکت کا بھی اور ظاہر ہے کہ دونوں حدیثوں پر عمل نہیں ہو سکتا اسی طرح احادیث میں حضور کی خصوصیات کا بھی ذکر ہے اور ان پر ہمارے لئے عمل کرنا مشروع نہیں ہے اس تفصیل سے آفتاب نیم اندر سے زیادہ واضح ہو گیا کہ تمام احادیث پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے البتہ تمام سنن پر عمل کرنا ممکن ہے اس لئے ایک مسلمان اہلسنت تو ہو سکتا ہے اہل حدیث کبھی نہیں ہو سکتا ہے یہی سبب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں حدیث پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ احادیث کو دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے مثلاً فرمایا نَبِيْلُغُ الشَّاهِدِ الْفَاعِلُ (بخاری) مجھ سے حدیث سننے والا بعد والوں کو میری احادیث پہنچادے اس کے برخلاف سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے مثلاً فرمایا۔

میری سنت پر عمل کو لازم رکھو جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ میری امت میں سے نہیں ہے جس شخص نے میری کسی ایسی سنت پر عمل کر کے اس کو زندہ کیا ہو جس کو لوگ ترک کر چکے ہوں تو اس سنت پر عمل کرنے والے بعد کے تمام لوگوں کا اجر ملے گا اچھا اس کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

عَنْكَدِ بَسْنَتِي رَزَيْدِي
مَنْ رَغِبَ عَنِ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي
(بخاری)

من احيا سنته من سنتي قد امنت
بعدي فاتاله من الاجر مثل اجور
من عمل بها من غير ان ينقص من
اجرهم شيئاً (الحديث ترمذی)

بہر حال روایت اور روایت ہر دو طریق سے واضح ہو گیا کہ ایک مسلمان اہل سنت تو ہو سکتا ہے لیکن اہل حدیث کسی حال میں نہیں ہو سکتا۔

استدراک

بعض کتب حدیث یا شرح کتب حدیث یا موضوع حدیث سے متعلق کسی بھی کتاب میں اہل حدیث کا لفظ مستعمل ہوتا ہے۔ اس لفظ سے یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو کہ اہل حدیث کسی مسلک کا عنوان ہے یا اس کے حاملین کا نام ہے بلکہ اس جگہ اہل حدیث سے حضرات محدثین مراد ہیں یعنی وہ لوگ جو مشغول بالحدیث ہوتے ہیں۔ اس قسم کی کسی کتاب میں لفظ اہل حدیث سے عامل بالحدیث مراد نہیں ہوتا بلکہ لفظ اہل حدیث سے مشغول بالحدیث ہی مراد ہوتا ہے۔

مسکین نے بیان کیا ہے کہ عقائد کی دو قسمیں ہیں عقائد قطعیہ اور عقائد ظنیہ۔

اس اعتبار سے حضرات اہل سنت و جماعت کی اصول و فروع میں جو خصوصیات ہیں ان کا یہاں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

عقائدِ قطعیہ

اللہ عز و جل کی ذات کو واجب و جبراً مستحق عبادت اور استقلال بالصفات میں واحد بلا شریک ماننا اللہ تعالیٰ کی صفات کے لئے حسن و کمال کو واجب اور نقص اور عیب مثلاً کذب اور جہل کو محال ماننا یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں وہ کسی فعل پر جواب دہ نہیں اس کا نیکو کاروں کو ثواب عطا فرمانا محض اسی کا فعل ہے اور عذاب دینا اس کا عدل ہے۔

تمام فرشتوں، کتابوں، انبیاء اور رسل پر ایمان لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا، قیامت، حشر و نشر اور جزا و سزا پر ایمان رکھنا، مرتکب کبیرہ کو مسلمان اور قابلِ عفو سمجھنا، انبیاء اور ملائکہ مصوم ہیں۔ ان کے سوا کسی کی عصمت ثابت نہیں۔

عقائدِ ظنیہ

انبیاء کی ملائکہ پر فضیلت، حضور کا تمام انبیاء سے افضل ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے تمام اعمال پر گواہ ہونا (جس کو حاضر و ناظر سے تعبیر کیا جاتا ہے) حضور پر نوز کا اطلاق کرنا حضور کا سایہ نہ ہونا، حضور کو شرعی اور تکوینی امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو کیا جانا، حضور کو ماکان و مایکون کا عالم جاننا، حوائج اور مشکلات میں حضور سے استمداد اور یارسول اللہ کہنے کو جائز سمجھنا، حضور سے دنیا اور آخرت میں طلب شفاعت کو جائز سمجھنا، حضرت ابوبکر کی تمام صحابہ پر افضلیت اور خلفاء راشدین کی خلافت علی الترتیب کو حق اور فضیلت کا معیار سمجھنا، خلافت کے تقرر کو حالات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق جائز سمجھنا۔

موزوں پر مسح کرنا، تمام صحابہ ازواج مطہرات، آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سادات کرام اور اولیاء اللہ کا تعظیم سے ذکر کرنا، اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرنا، ان کے توسل سے دعائیں مانگنا ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں مثلاً سوئم، چہلم، عرس وغیرہ کو بطور استجاب کرنا حضور کے ذکر کو بعنوان میلاد شریف بطور استحسان کرنا، پنج وقتہ نمازوں درجہ کے بعد استحباباً باصوات و السلام پڑھنا وغیرہ صحابہ من الاعمال النوعیہ۔

آئمہ اربعہ کا اختلاف

امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ، امام مالک متوفی ۱۷۹ھ، امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ، امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ یہ تمام آئمہ کرام مسلک اصل سنت و جماعت کے حامل تھے سواد اعظم کی اکثریت انہیں کے ساتھ تھی۔ مذکورہ الصداصول اور فروع میں یہ تمام آئمہ متفق تھے۔ بعض فقہی جزئیات میں ان آئمہ کرام کا اختلاف تھا یہ اختلاف بالکل نیک نیتی کے ساتھ تھا یہ وہی اختلاف ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اختلاف امتی رحمتہ۔

اس اختلاف کا ایک عام سبب یہ تھا کہ ہر امام کا ایک الگ اصول تھا مثلاً ایک مسئلہ میں اگر متعدد، مختلف اور متعارض احادیث وارد ہوں تو اس صورت میں امام شافعی قوت سند کے اعتبار سے فیصلہ کرتے ہیں، امام مالک اس حدیث پر عمل کرتے ہیں جس پر اہل مدینہ کا تعامل ہو امام احمد بن حنبل ایسی صورت میں متقدمین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ ایسی صورت میں تمام متعارض احادیث کو سامنے رکھ کر منشاء رسالت تلاش کرتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہو ایسی صورت اختیار کرتے ہیں جس میں تمام متعارض احادیث جمع ہو جائیں۔ ہر حدیث کا الگ الگ محل متعین ہو جائے۔

اسلام کے متعدد مشہور فرقے

حضرت علی کے دور خلافت کے اوائل میں تمام ملت اسلامیہ ایک مرکز اور ایک مسلک پر جمع تھے اور یہ تمام حضرات مسلک اہل سنت و جماعت کے حاملین تھے۔ بعد میں پھر لوگ نئے عقائد کو وضع کر کے اہلسنت سے علیحدہ ہوتے رہے۔

خوارزم و جنگ صفین کے زمانہ میں جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اپنا اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لئے دو آدمیوں کو حکم مقرر کرنے پر راضی ہو گئے اس زمانہ میں حضرت علی کے حامیوں میں سے ایک گروہ اس بات پر بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ خدا کے بجائے انسانوں کو فیصلہ کرنے والا مان کر آپ کافر ہو گئے اس کے بعد ان لوگوں کے مزاج میں بتدریج شدت آتی گئی یہ لوگ خوارزم کہلائے ان کے خاص خاص نظریات یہ ہیں۔

ان لوگوں کے نزدیک حضرت عثمان اخیر مہدی میں عدل و انصاف سے منحرف ہو گئے حضرت علی مرتکب کبیرہ ہو کر کافر قرار پائے۔ جنگ جمل اور جنگ صفین میں شامل ہونے والے لوگوں کو یہ گناہ

عظیم کا مرتکب جانتے تھے۔

- (۱) ان کے نزدیک جو مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور بلا توبہ مر جائے وہ کفر پر مرا۔
- (۲) یہ لوگ قانون اسلامی کی اساس صرف قرآن کریم کر جانتے تھے اور حدیث کو حجت نہیں مانتے تھے۔
- (۳) خوارج اپنے سوا دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر گردانتے تھے ان کے قتل کو جائز اور ان کا مال لوٹنا مباح سمجھتے تھے۔

شیعہ اور حضرت علی کے حامی ابتداء شیعان علی کہلاتے تھے لیکن یہ لوگ بتدبیر اہلسنت و جماعت کے عقائد سے نکل کر ایک ایک فرقہ کی شکل اختیار کرتے گئے ان کے مخصوص عقائد درج ذیل ہیں۔

- (۱) امام (خلیفہ) کا مقرر کرنا امت کے انتخاب کی طرف موقوف نہیں ہے بلکہ رسول کا فرض ہے کہ وہ امام کو مقرر کر کے جائے۔
 - (۲) ان کے نزدیک امام کا معصوم ہونا ضروری ہے ہر امام پر لازم ہے کہ وہ اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کرے۔
 - (۳) حضرت علی کو وہ امام معصوم اور مخصوص جانتے ہیں اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو باطل اور ان کو غاصب قرار دیتے تھے۔
 - (۴) چند صحابہ کے سوا باقی تمام صحابہ کو کافر، مرتد اور منافق خیال کرتے اور ان کو سب و شتم کرنا عبادت گردانتے ہیں۔
 - (۵) شیعہ حضرات کے بہت سے فرقے ہیں ان میں سے بعض قرآن کریم میں تحریف کے معتقد ہیں۔ شیعہ حضرات سوا اعظم اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کی اقتدار میں نماز کو جائز نہیں سمجھتے۔
- مرحوبہ اور خوارج اور وافضی کے انتہائی متضاد نظریات کے برعکس اس کے رد عمل میں ایک تفسیر طرز فکر پیدا ہوا یہ لوگ بھی مختلف نظریات اختیار کر کے سوا اعظم اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہو گئے ان کے عقائد اس قسم کے تھے۔

- (۱) ایمان صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کا نام ہے۔
 - (۲) نجات کا مدار صرف ایمان پر ہے کسی قسم کی معصیت مسلمان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی صرف شرک سے مجتنب ہونا اور ایمان پر مرنا مغفرت کے لئے کافی ہے۔
- مہتزلہ اور دولت عباسیہ کے ادائل میں عرب اور عجم کی آویزش اور یونانی علوم کے عربی میں منتقل ہونے کے نتیجے میں فرقہ معنزلہ کا ظہور ہوا اس فرقہ کے بانی و اصل بانی عطا متوفی ۱۲۱ھ اور

عمر بن عبد ستون ۳۵ھ تھے ان کے عقائد کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ انسان کے حق میں جو کام مفید ہو رہ کرے۔

(۲) انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔

(۳) تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔

(۴) قرآن کریم مخلوق ہے۔

(۵) گناہ کبیرہ کے لئے شفاعت جائز نہیں۔

(۶) عطا نیکہ انبیاء سے انصل ہیں۔

(۷) عذاب قبر اور حساب و کتب کا ماثبات ہے۔

(۸) جنت اور دوزخ کو ابھی پیدا نہیں کیا گیا۔

(۹) اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ صالحین کو ثواب عطا کرے۔

(۱۰) جو شخص گناہ کبیرہ کرے اور بلا توجہ مر جائے وہ مسلمان نہیں ہے۔

ظاہریہ (غیر مقلدین)

اس فرقہ کے بانی ابو سلیمان داؤد بن علی بن خلف الاصبہانی المعروف ہا ظاہری تھے۔

داؤد ظاہری ابتداً امام شافعی کے حامی تھے بعد میں انہوں نے اپنا ایک مذہب ایجاد کیا جس کی بنیاد یہ ہے کہ وہ ظاہر کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں اگر نص نہ ملے تو اجماع پر عمل کرتے ہیں اور قیاس کے مطلق قائل نہیں ہیں۔

داؤد ظاہری بعض فقہی مسائل میں مجہور سے منفرد ہیں مثلاً

(۱) طلاق صرف تین لفظوں سے واقع ہوتی ہے۔ طلاق، اور فراق

(۲) تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو وہ ایک طلاق شمار ہوگی۔

(۳) اگر کوئی شخص بیوی کی غیر موجودگی میں اسے طلاق دے تو واقع نہیں ہوگی۔

داؤد ظاہری کے پیروکاروں میں آہستہ آہستہ شدت آتی گئی حتیٰ کہ بعد میں غیر مقلد حضرات علی الاعلان تقلید شخصی کو حرام کہنے لگے۔

وہابیہ ۱۔

میں محمد بن عبدالوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ مسلمہ کذاب کی جائے پیدائش عینہ میں پیدا ہوئے ان کے مزاج میں بہت شدت تھی انہوں نے اپنے زمانے کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ چھ سو سال قبل سے یہ امت کفر اور شرک میں مبتلا ہے جس شخص سے بیعت پتے

اس سے اقرار کرنا کہ وہ بھی کافر ہے اور اس کے آباؤ اجداد بھی کفر پر مرے۔ انہوں نے صحابہ کرام کے مزارات منہدم کر دے اور ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی چنانچہ علی طنطاوی متوفی ۱۳۵۸ھ نے لکھا ہے امام محمد فاضل صاحب مللۃ اللہ عنہ بالوہابیت محمد بن عبد الوہاب شیخ نجدی نے جس تحریک کی طرف دعوت وہ عرف عام میں وہابیت کہلائی۔ اس مذہب کی چند خصوصیات یہ ہیں۔

- (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء اور رسل کے وسیلہ سے دعا مانگنا کفر ہے۔
 - (۲) یا رسول اللہ کہنا اور انبیاء اور رسل سے استمداد کرنا شرک ہے۔
 - (۳) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنا جائز ہے وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس شخص کو قتل کرنا اور اس کے اموال کو لوٹنا جائز اور مباح ہے۔
- اسماعیل دہلوی متوفی ۱۸۳۱ء مسکا غیر مقلد تھے انہوں نے ہندوستان میں شیخ نجدی کے افکار کو پھیلایا چنانچہ مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے۔

جس نے کسی کام میں فیصل ہونے پر افسوس نہیں کیا اور ہمیشہ اپنا کامل بھروسہ خداوند حقیقی پر رکھا، وہ پیارا شہید تھا جس نے ہندوستان میں عبد الوہاب کی طرح شریعت محمدی کا ٹھنڈا خوشگوار شربت ہندوستانی مسلمانوں کو پلایا۔ (حیات طیبہ ص ۲۸۵)

چنانچہ ہندوستان کے تمام غیر مقلدین نے مسک وہابیہ کو اپنایا اور اب یہ لوگ اپنے آپ کو خور وہابیہ سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ ہندوستان کے مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپال نے اپنے مسک کی وضاحت میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام انہوں نے "ترجمان وہابیہ رکھا۔"

دلیوبند :-

قاسم نانوتوی دلیوبندی نے ۱۳۸۳ھ میں مدرسہ دلیوبند کی بنیاد رکھی۔ نانوتوی صاحب رشید احمد گنگوہی کے شاگرد تھے اور اسماعیل دہلوی کے افکار سے متاثر تھے۔ اس لئے ان کا وہابی عقائد سے متاثر ہونا ناگزیر تھا۔ ان کی چند خصوصیات یہ ہیں۔

- (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور محبت کے سبب آپ کی عظمت کے اظہار کے لئے جس قدر مستحب کا کلمہ جائیں یہ ان سب کو بدعتِ ستیہ قرار دیتے ہیں۔
- (۲) سوا اعظم اہلسنت وجماعت کی اقتداء میں نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں۔
- (۳) فروع میں بالعموم مسک حنفی کی پیروی کرتے ہیں لیکن بعض بیانات میں غیر مقلدین کے ہم نوا

ہیں مثلاً غائب کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔ اقامت کے وقت حی علی الصلوٰۃ تک بیٹھنے کا انکار کرتے ہیں اسی طرح اذان کے بعد تہیب کے بھی قائل نہیں ہیں۔

جماعت اسلامی

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی بھی ان کی کتابوں کے پڑھنے سے یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مودودی صاحب کے سوا کوئی شخص خامیوں سے پاک نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر تو خیر مودودی صاحب نے مہربانی فرمائی ہے ورنہ ملت اسلامیہ کے عام افراد سے لے کر انبیاء علیہم السلام تک ہر شخص ان کی تنقید کے نشانے کی زد پر ہے۔ ہر شخص کی زندگی میں انہوں نے خامیاں تلاش کی ہیں اور ان پر خدا خونی سے بے نیاز ہو کر تنقید کی ہے۔ البتہ ایک مودودی صاحب کی ذات ستورہ صفات اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے کیونکہ ان کو اپنی ستر سال سے زائد زندگی میں کوئی خامی نظر نہیں آئی جس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے جو بات ایک بار لکھی تھی اس کو غلط تسلیم نہیں کیا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں ان کے سامنے آپ انبیاء علیہم السلام میں خامیاں بیان کیجئے ان کے ابرو پر شکن نہیں آئے گی صحابہ کی تنقیص کیجئے ان کو پروا نہیں ہوگی محمدین اور اولیاء کرام کی توہین کیجئے وہ سن لیں گے لیکن اگر مودودی صاحب کی کسی کتاب کے ایک فقرہ یا ایک لفظ کو بھی غلط کہا تو وہ آگ بگولا ہو جائیں گے اور آپ سے مناظرہ اور مجادلہ کے لئے فوراً تیار ہو جائیں گے۔

ذیل میں ہم انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام اور خود مودودی صاحب کے بازے میں ان کی بعض غلطیاں پیش کر رہے ہیں۔

(۱) بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر بھی نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ حضرت نوح کی اخلاقی رفعت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ابھی جان جوان بیٹیا آنکھوں کے سامنے غرق بولے اور اس نظارہ سے کلیجہ منہ کو آ رہا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لئے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے بعض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے تو وہ فوراً اپنے دل کے زخم سے بے پروا ہو کر اس طرز فکر کی طرف پلٹ آتے ہیں جو اسلام کا مقتضی ہے (تفہیم القرآن سورہ ہود)

(۲) نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔

(رسائل مسائل ج ۱ ص ۳ طبع دوم)

(۳) اور تو اور لبا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریک نہ ہونی کے خطرہ پیش آئے ہیں۔

چنانچہ حضرت داؤد جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی ہے کہ لایح العوی
(تفہیمات ج ۱ ص ۱۶۱ طبع پنجم)

(۴) یہ وہ تنبیہ ہے جو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے اور بلندی درجات کی بشارت
دینے کے ساتھ حضرت داؤد کو فرمائی۔ اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کہ جو فعل
ان سے صادر ہوا تھا اس کے اندر خواہش نفس کا کچھ دخل تھا اس کا مآکانہ اقتدار کے
نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت
کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہ دیتا تھا۔

(تفہیم القرآن سعۃ ص)

(۵) تاہم قرآن کے اشارت اور صحیفہ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے امتحانات صاف معلوم
ہوتے ہیں کہ حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور
غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔

(تفہیم القرآن سورہ یونس)

(۶) حضور کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید وہ حال آپ ہی کے عہد ہی میں ظاہر ہو
جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے
یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔

(خلافت و ملوکیت ۱۹۷۶)

(۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہر حال غلط ہے
خواہ وہ کسی نے کیا ہو اس کو خواہ مخواہ کی سخن ساز یوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ
عقل و انصاف کا تقاضا ہے اور نہ دین ہی کا یہ مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی
نہ مانا جائے۔

(خلافت و ملوکیت ص ۱۱۶)

(۸) حضرت علی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اس کے بعد بتدریج وہ لوگ ان کے ہاں تقرب حاصل کرتے چلے گئے جو حضرت عثمان کے
خلان شورش برپا کرنے اور بالآخر انہیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے جنی کساہوں نے مالک
بن حارثہ، الامتیر اور محمد بن ابی بکر کو گورنری کے عہدے تک دے دیئے۔

قتل عثمان میں ان دونوں صاحبوں کا جو حصہ تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت علی نے پورے زمانہ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کالم ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

(خلافت و ملوکیت ص ۱۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کے بارے میں تاریخین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ موردی صاحب کو ان تمام نفوس قدسیہ میں خامیاں اور غلطیاں نظر آنی ہیں اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ خود اپنی ذات کے بارے میں ان کا کیسا نظریہ ہے۔

(۹) خدا کے فضل سے میں کوئی کام یا کوئی بات جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں کیا اور کہا کرتا ایک ایک لفظ جو میں نے اپنی تقریر میں کہا ہے تول تول کر کہا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا حساب مجھے خدا کو دینا ہے نہ بندوں کو۔ چنانچہ میں اپنی جگہ بالکل مطمئن ہوں کہ میں نے کوئی ایک لفظ بھی خلاف حق نہیں کہا۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۲۰۶ طبع روم)

(۱۰) جماعت اسلامی کل پاکستان چار روزہ کانفرنس (۲۵ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء) میں موردی صاحب نے اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

”میں اپنے سب مخلص بھائیوں کو اطمینان دلانا ہوں کہ اللہ کے فضل سے مجھے کسی مدافعت کی حاجت نہیں ہے۔ میں کہیں خلا میں سے یکا یک نہیں آ گیا ہوں۔ اس سرزمین میں ساہا سال سے کام کر رہا ہوں۔ میرے کام سے ناکھوں آدمی براہ راست واقف ہیں۔ میری تحریر میں صرف اسی ملک میں نہیں دنیا کے ایک اچھے خاصے حصے میں پھیلی ہوئی ہیں اور میرے رب کی مجھ پر یہ عنایت ہے کہ اس نے میرے دامن کو داغوں سے محفوظ رکھا ہے۔“

(روزنامہ مشرق لاہور ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

یہ ہے جماعت اسلامی کی تحریک کا خلاصہ کہ صرف اللہ تعالیٰ اور موردی صاحب ہی خامیوں اور غلطیوں سے محفوظ ہیں۔ بعد کے لوگوں کی تو ان کی نظر میں وقعت ہی کیا ہے۔

ہم نے سابقہ صفحات میں جن مشہور فرقوں کا ذکر کیا ہے خوارج سے لے کر جماعت اسلامی تک یہ سب سواد اعظم اہلسنت و جماعت سے کٹ کٹ کر مختلف گروہوں کی شکل اختیار کرتے رہے بعض فرقے ان میں سے فنا ہو گئے اور بعض کسی نہ کسی شکل میں اب تک موجود ہیں۔

سواد اعظم اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہونے والے فرقہ ہر دور میں اہل سنت و جماعت کو اپنے طعن و تشنیع کا ہدف بناتے رہے خوارج نے اہل سنت و جماعت کو کافر کہا۔ حضرت علی کی توہین کی روافض

نے اہل سنت و جماعت کے بزرگ رہنما یعنی صحابہ کرام پر تیز کیا۔ معتزلہ نے انہیں ایمان سے خارج کیا و بایہ نے ان کو مشرک گردانا۔ دیا بند نے ان کو گمراہ اور بدعتی قرار دیا لیکن اہل سنت و جماعت کا نافلہ ان تمام دشنام طرازیوں سے صرف نظر کر کے اپنا سفر طے کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اہل سنت و جماعت نے عمومی طور پر کسی فرقہ کی تکفیر نہیں کی۔

اہل سنت و جماعت نے سواد اعظم ہونے کے باوجود ہمیشہ وسعت ظرف سے کام لیا۔ دیگر اقلیتی فرقے ہر دور میں جب بھی کسی نہ کسی طرح مسداقتدار پر پہنچے انہوں نے اہل سنت و جماعت کے مفاد کو نقصان پہنچایا یا پاکستان کی اکتیس سالہ تاریخ میں یہی کچھ ہوتا رہا ہے لیکن کیا اب بھی یونہی ہوتا رہے گا۔ اقلیت اکثریت پر حکومت کرتی رہے گی اور چند فرقے سواد اعظم پر مسلط ہوتے رہیں گے صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے برداشت کی بھی ایک مقدار ہوتی ہے۔ آخر کب تک اہل سنت و جماعت کا استحصال ہوتا رہے گا۔

اب وقت آ گیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ذمہ دار افراد تباہ اور چشم پوشی کے روایتی طریقہ کو چھوڑ کر میدان عمل میں آئیں اس زمانہ میں اپنے حقوق کے حصول کے لئے جنگ کرنا پڑتی ہے اور یہ جنگ اب ناگزیر ہو گئی ہے۔

اس ملک کی اکثریت اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے اور عدل و انصاف کا یہی تقاضا ہے جن لوگوں کی اکثریت ہے حکومت اور قانون سازی کا منصب بھی انہیں کو حاصل ہونا چاہئے۔ چنانچہ مودودی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ:-

قوانین ملکی کی تدوین کے سلسلے میں حق ترجیح اسی ملک کو حاصل ہو گا جس کے حق میں اکثریت ہو اس لئے کہ یہی ایک قابل عمل صورت ہے۔

(رسائل مسائل ج ۲ ص ۲۲۰)

اہل سنت و جماعت کے عنوان کی شرعی اور ملکی اور ملی حیثیت جاننے کے بعد اور اپنا مقام پہنچانے کے بعد اب ضروری ہو جاتا ہے کہ ملک کے تمام سنی حضرات اپنا کھریا ہوا مقام حاصل کرنے کے لئے اپنی جدوجہد کو تیز سے تیز کر دیں۔



مکتبہ اسلامیہ

محلہ میر جمال شاہ مینا ہاؤس

پشاور شہر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



اہلسنت وجماعت کون ہیں؟

از

علامہ غلام رسول سعیدی

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

فون: ۲۰۳۹۱۸

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



اہلسنت وجماعت
کون ہیں؟

از

علامہ غلام رسول سعیدی

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

فون: ۲۰۳۹۱۸

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اہلسنت وجماعت کون ہیں؟

مصنف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی

باہتمام: سید شاہ تراب الحق وکادی

۱۲۳۱ھ گیارہ ستمبر

کھارادر کراچی نمبر ۲

برکاتی پبلشرز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>